استحکام پاکستان کا حصول (سیرت طیبہ کی روشنی میں)

تحریر: حافظ محمد سعد اللہ، مدیر مسئول

نوٹ: قومی سیرت کانفرنس ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء (اسلام آباد) کے موقعہ پر مقابلہ مقالات سیرت (پنجاب) میں مقالہ نگار کو اس مقالہ پر، بکرمہٖ تعالیٰ "دوم انعام" کا مستحق قرار دیا گیا۔

پاکستان یا کسی بھی ملک میں داخلی خارجی حقیقی اور پائیدار استحکام اس کی بنیادی فطری اور اولین ضرورت ہے۔ پھر انسانی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ یہ استحکام رب کریم کے اس پسندیدہ یا مقرر کردہ دین (۱) (نظام زندگی) کے کلی اور ہمہ جہتی نفاذ کے بغیر ممکن نہیں (۲) جو اس نے اپنے برگزیدہ اور منتخب انبیاء علیہم السلام کی معرفت سارے انسانوں کی دنیوی واخروی فلاح کیلئے عنایت فرمایا (۳) اور جس کی تکمیل اس نے اپنے آخری پیغمبر رحمت اور رسول اکرم ﷺ کے ذریعے فرمادی (۴) پھر یہ بھی عقلاً نقلاً اور تجرباً ضروری ہے کہ مطلوبہ نتائج کے حصول کیلئے اس کے واسطے متعین راستوں کو اپنایا جائے (۵)

ترجوا لنجاة ولم تسلک مسالکها ان السفینة لا تجری علی الیبس

ورنہ

ترسم کاین راہ تو میروی بکعبہ نرسد اے اعرابی!

والی بات ہوگی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کو اپنے استحکام اور بقاء کیلئے دین اسلام (اسلامی نظام یا نظام مصطفےٰ ﷺ) کو کلی طور پر (نہ کہ جزوی طور پر) اختیار کرنا بوجوہ لازمی ہے۔

اولاً : یہ اس کی بنیادی اور فطری ضرورت ہے۔

ثانیاً : بحیثیت مسلمان ایمانی ومذہبی تقاضا ہے۔

ثالثاً : قیام پاکستان کا مقصد ہی لاالہ الا اللہ (اسلامی نظام کا نفاذ) تھا اور اس چیز کی صراحت بانیان پاکستان نے تحریک پاکستان کے دوران اور بعد میں کئی مرتبہ فرمائی۔ (۵)

رابعاً: پاکستان کے موجودہ آئین کی دفعہ ۲ (جزء ۱) میں ہے:

Islam shall be the state religion.

ان تمہیدی کلمات کے بعد اب ہم اپنے اصل موضوع "استحکام پاکستان کا حصول سیرت طیبہ کی روشنی میں" کی طرف آتے ہیں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ پاکستان میں پائیدار اور حقیقی استحکام (داخلی وخارجی امن، معاشرتی سکون، عوام کی جان ومال کا تحفظ، سرحدوں کی حفاظت، سیاسی و معاشی خود مختاری، اقتصادی ترقی اور خوشحالی کیلئے حکومت پاکستان کو ریاست مدینہ منورہ کے نبوی ﷺ طرز حکومت پر خلوص دل، ایمانداری، دیانتداری ملک وقوم کی تعمیر وترقی کے واقعی جذبہ کے تحت (نہ کہ سیاسی بلیک میلنگ، ذاتی شہرت اور ڈنگ ٹپاؤ طرز پر) درج ذیل اقدامات پر عمل کرنا ہوگا۔ ورنہ یہ مقالات سیرت اور قومی سیرت کانفرنس "نشستند و گفتند و برخاستند" کے سوا کچھ نہیں۔ دل میں خلوص اور ملک وقوم کی خدمت کا واقعی جذبہ ہوگا تو انشاء اللہ استحکام پاکستان کی منزل چند قدم پر ہے

اے جذبہ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آجائے
منزل کی طرف دو گام بڑھوں اور منزل سامنے آجائے

جرءت مند اور مخلص قیادت کی ضرورت

کسی بھی ملک کی داخلی وخارجی سلامتی کیلئے چند لازمی عناصر ہوتے ہیں جن کا گراف جس قدر اونچا ہوتا ہے ملک اسی قدر مضبوط و مستحکم ہوتا ہے اور جتنا گراف نیچے آتا ہے ملک اتنا ہی کمزور ہوتا ہے۔ ان میں سب سے پہلی چیز یا رأس العناصر جرءت مند، نڈر اور مخلص قیادت ہے جو نامساعد حالات میں بھی قوم میں مایوسی پیدا نہ ہونے دے۔ قوم کے سامنے ایسا بلند نصب العین پیش کرے جو اتنا واضح ہو کہ قوم کو اس کی حقانیت میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔ پھر قیادت اس نصب العین کے ساتھ اتنی مخلص ہو کہ قوم کا کوئی فرد اس کے اخلاص پر انگلی نہ رکھ سکے۔ قیادت میں اگر یہ چیزیں موجود ہوں تو قوم کی طرف سے وفا ہمیشہ غیر مشروط ہوتی ہے اور قوم وقیادت کے درمیان اس طرح کا وفادارانہ تعلق ملکی استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ اعلان نبوت کے بعد کونسی ایسی اذیت اور مصیبت ہے جو مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کو پیش نہ آئی۔ مگر

آنجنابﷺ نے ان کٹھن حالات میں بھی نہ خود ہمت ہاری نہ پستی دکھائی نہ اپنے مشن سے پیچھے ہٹے(٦) نہ اپنے ماننے والوں(صحابہؓ) کا حوصلہ پست ہونے دیا بلکہ بلکہ کلمہ طیبہ کی برکت سے انہیں عرب و عجم کے باجگزار ہونے کا مژدہ سنایا(۷) لوگوں کے ساتھ مخصانہ ہمدردی خیر خواہی اور غمخواری کی چشم دید گواہی آپ کی قریب ترین شخصیت یعنی سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ نے دی ہے(۸) اپنی قوم کے ساتھ اخلاص اور خیر خواہی کا بےمثال طرز عمل آپ نے اس وقت بھی نہ چھوڑا جب آپ دس لاکھ مربع میل کے واحد حکمران تھے(۹) اور جب رب کریم نے آپ کے واسطے زمین کے خزانے کھول دیے بلکہ زمین کے خزانوں کی چابیاں عنایت فرمادی تھیں(۱۰) جب آپ کے سامنے ہدایا خمس جزیہ اور مال غنیمت کا ڈھیر لگ جاتا تھا(۱۱) اور جب آپ کے لئے پہاڑوں کو سونا بنادینے کی پیشکش کی گئی تھی۔(۱۲)

اپنی لیڈری چمکانے کے لئے عوام کی ہمدردی خیر خواہی اور خدمت کے نعرے لگانے والے بہت مل سکتے ہیں مگر چشم فلک نے آج تک ایسا قائد نہیں دیکھا جس پر ہن برس رہا ہو۔ اقتدار قدم چوم رہا ہو۔ عیش و آرام کے تمام مواقع میسر ہوں مگر وہ یہ دعا کر رہا ہو:

اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین(۱۳)

المختصر پاکستان کے استحکام کے لئے سب سے پہلے جرءت ایمانی اور اخلاص کی حامل قیادت کی ضرورت ہے جو ملک و قوم کے لئے عملی طور پر اخلاص کا ثبوت دے۔

عوام کی ذہن سازی

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرمﷺ نے محض قانون اور ڈنڈے کے زور سے لوگوں کی اصلاح نہیں فرمائی بلکہ آپ نے سب سے پہلے لوگوں کے ذہن، سوچنے کے انداز اور ان کے غور و فکر کے اسلوب کو بدلا ہے۔ یہ چیز آپ کے فرائض نبوت میں بھی داخل تھی(۱۴) اور یہی چیز ایمان ہے۔ اس ذہن سازی یا تربیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کا تربیت یافتہ اور صحبت یافتہ ہر فرد آسمان ہدایت کا درخشندہ ستارہ قرار پایا۔(۱۵)

اسی انداز میں پاکستانی قوم کو اپنی اصلیت کی پہچان کرانے اور یہ بتلانے کی ضرورت ہے کہ:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

اغیار کے مقابلے میں احساس کمتری اور مرعوبیت کو ختم کر کے احساس برتری یا احساس خودشناسی اور خوداعتمادی پیدا کرنا ضروری ہے

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ　　　میری آنکھ کا سرمہ ہے خاکِ مدینہ و نجف

باہمی اتحاد و اتفاق اور بھائی چارہ کی ضرورت

ملک کے اندرونی اور بیرونی استحکام کیلئے عوام کے درمیان اتحاد و تفاق اور بھائی چارہ کا ہونا لابدی امر ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مسلمانوں کو قومی اتحاد اور یک جہتی کی طرف متوجہ کیا گیا اور انتشار کے انجام بد سے ڈرایا گیا ہے۔(۱۶)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضاً. (۱۷)

ایک دوسرا ارشاد نبوی یوں ہے:

تری المؤمنین فی تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم کمثل الجسد اذااشتکی عضواً تداعی له سائرالجسد بالسهر والحمی. (۱۸)

عام مشاہدہ ہے کہ جس مکان یا دیوار کی اینٹیں باہم مربوط نہ ہوں لوگ وہ اینٹیں ہی اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ عرب قبائل میں جنگ وجدال اور پشت در پشت عداوت تاریخ انسانی کا ایک تاریک باب ہے مگر نبی رحمت ﷺ نے ان کی باہمی عداوتوں اور نفرتوں کو ختم کر کے بھائی بھائی بنایا۔(۱۹) اور ان کے درمیان ایسی مؤاخات قائم فرمائی جس کی نظیر چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھی۔

پاکستان کا قیام کسی ایک صوبے، کسی ایک مکتبہ فکر اور مسلک کی جدوجہد کا نتیجہ نہیں۔ تحریک پاکستان میں تمام مکاتب فکر اور جملہ مسالک کے لوگ آزادی کی جدوجہد کرتے نظر آتے ہیں مگر قیام پاکستان کے بعد بعض خود غرض اور مفاد پرست عناصر نے صوبائی لسانی اور پھر مذہبی و مسلکی جزوی و فروعی اختلافات کو ہوا دے کر تشدد و تعصب اور فرقہ واریت کو جنم دیا ہے۔ اتمام حجت کے طور پر ایسے لوگوں کو حکومت سمجھائے اور انہیں اپنے رویے پر نظرثانی کرنے کی طرف توجہ دلائے۔ اس کے باوجود اگر کوئی فتنہ پرداز ملی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کرے تو بلاخوف وخطر اس کی زبان کو گدی سے کھینچ لیا جائے۔

کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"ایما رجل خرج یفرق بین امتی فاضربوا عنقه رواه النسائی"(۲۰)

(جو آدمی بھی میری امت میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کرے اس کی گردن ماردو)

تقریباً اسی مفہوم کا دوسرا ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"من اراد ان یفرق امر هذه الامة وهی جمیع فاضربوه بالسیف کائناً ماکان(۲۱)

دیانت دار، اہل اور خادم انتظامیہ کا تقرر

ملی استحکام کے لئے حکومت کے چھوٹے بڑے تمام عہدوں پر انتہائی دیانتدار، اہل، باصلاحیت اور خادم (نہ کہ حاکم) بن کر قوم کی خدمت کرنے والے افراد کا تقرر از بس ضروری ہے(۲۲) بددیانت کرپٹ اور نااہل لوگ نہ صرف ملک کا وقار بلند نہیں کرسکتے بلکہ ملکی سالمیت و بقاء کو بھی خطرے میں ڈال سکتے ہیں۔ اسلام میں کوئی بھی حکومتی عہدہ ایک امانت اور انتہائی ذمہ داری کی چیز ہے۔ دوسرے لفظوں میں کانٹوں کی سیج ہے نہ کہ پھولوں کی۔(۲۳) کوئی حکومت اگر کسی نااہل آدمی کو کسی منصب پر فائز کرتی ہے تو قرآن مجید اسے خیانت قرار دیتا ہے۔(۲۴) ابن تیمیہ نے زیادہ اہل اور مستحق شخص کے مقابلے میں کسی بھی وجہ سے دوسرے آدمی کے تقرر کو اللہ ورسول اور مؤمنوں کے ساتھ غداری اور بے وفائی قرار دیا ہے۔(۲۵)

عہد نبوی ﷺ میں عمال اور حکومتی کارندوں کا تقرر ہمیشہ ان کی ذاتی اہلیت اور تقوی کی بنیاد پر کیا گیا۔ حضور ﷺ عمال کی تقرری سے قبل ان کا امتحان لیا کرتے۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کا گورنر بنا کے روانہ فرمانے لگے تو پوچھا تم کس طرح لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کروگے؟ انہوں نے حسب منشاء جواب دیا تو انہیں شاباش دی۔(۲۶) آگے چل کر خلیفہ راشد سیدنا فاروق اعظمؓ نے تو عمال کو تقرری سے قبل کئی چیزوں کا پابند بنایا(۲۷)

پاکستان میں اب تک سرکاری ملازمتیں میرٹ اور ذاتی اہلیت کی بجائے زیادہ تر اقرباء پروری جماعتی و سیاسی وابستگی ذاتی پسند و ناپسند سفارش اور رشوت کی بنیاد پر دی گئیں

اور ایسے نااہل لوگوں کو دی گئیں جن کی نااہلی کی وجہ سے سرکاری ادارے تباہ ہو گئے۔ملک میں لوٹ مار اور کرپشن اتنی عروج پر پہنچی کہ پاکستان دنیا کے کرپٹ ممالک میں دوسرے نمبر پر آگیا۔(اداریہ روز نامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۹/جولائی ۱۹۹۶ء) اور یہ دوسرا نمبر بھی مک مکا کر کے کرایا گیا ورنہ پاکستان کرپشن میں پہلے نمبر پر تھا(روز نامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۶ء) مختلف بڑے بڑے حکومتی اداروں میں دوارب روپے کی روزانہ کرپشن خورد برد اور ان کی زیرو بلکہ نقصان دہ اور خسارہ زدہ کارکردگی کا اعتراف وزیراعظم پاکستان جیسے باخبر اور ذمہ دار نے آدمی علی الاعلان کیا ہے(۲۸) لہذا ملکی استحکام کے لئے ناگزیر ہے کہ حکومتی عہدوں پر صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر اہل اور ایسے بے لوث لوگوں کا تقرر کیا جائے جو "حکمران اور محکوم کی سامراجی ذہنیت کی جگہ" خادم و مخدوم "کی اسلامی سوچ رکھتے ہوں۔

تعیشات پر پابندی

ملکی عدم استحکام بلکہ زوال کا ایک بڑا سبب وہاں کی رعایا بالخصوص اہل حکومت و اقتدار کا تعیشات اللوں تللوں شاہ خرچیوں اور رنگ رلیوں میں پڑجانا ہے۔ علامہ اقبال نے متنبہ فرمایا تھا۔

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے　　　شمشیر وسناں اول طاؤس ورباب آخر

اسلامی نقطۂ نگاہ سے کوئی آدمی حتی کہ سربراہ مملکت بھی عام لوگوں کے مقابلے میں بودوباش، کھانے پینے اور دوسرے انسانی حقوق میں کوئی امتیاز نہیں رکھتا۔(۲۹) V.I.P اور V.V.I.P کی تقسیم غیر اسلامی ہے۔ نبی رحمت ﷺ سے بڑھ کر کون دنیا میں وی آئی پی ہوسکتا ہے۔ اس کے باوجود اس شاہ دوعالم ﷺ کے دولت کدہ میں دو دو مہینے آگ نہیں جلتی تھی۔(۳۰) آپ کے لئے کبھی کپڑوں کا کوئی جوڑا تہہ کر کے نہیں رکھا گیا(۳۱) دس لاکھ مربع میل کے حکمران(۳۲) کی رہائش جس "ایوان صدر" یا "وزیراعظم ہاؤس" میں تھی اس کا طول وعرض آج بھی "گنبد خضریٰ" سے معلوم کیا جاسکتا ہے اور اس قدوسی صفات سید العرب والعجم ﷺ کی رہائش گاہ کے "سامان تعیش" اور "کل دنیا" کی تفصیل اور چشم دید گواہی آج بھی پڑھی جاسکتی ہے۔(۳۳)

اس کے برعکس اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران، عوامی نمائندے، نوکرشاہی اور بیوروکریسی تو سامراجی دور کی یادگار کوئی " آسمانی مخلوق " نظر آتی ہے۔ ملک عزیز میں حکمرانوں عوام کے نمائندوں اور پبلک کے درمیان معاشی و معاشرتی حقوق کے اعتبار سے کتنا تفاوت پایا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۳۔ جنوری ۱۹۹۶ء، مورخہ ۲۴۔ جنوری ۱۹۹۶ء، روزنامہ خبریں لاہور مورخہ ۱۶۔ دسمبر ۱۹۹۵ء اور ہفت روزہ تکبیر مورخہ ۲۷۔ جون ۱۹۹۶ء میں دیکھی جاسکتی ہے۔ روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۵۔ مارچ ۱۹۹۷ء کے مطابق پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کے لئے جو ایک فانوس منگایا گیا اس پر ایک کروڑ روپیہ خرچ آیا۔ یہ خبر تو "مشتے از خروارے" کے طور پر ہے کیونکہ یہ مقالہ پاکستانی حکمرانوں کی شاہ خرچیوں اور خرمستیوں کی تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ جبکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

"ایاک والتنعم فان عباداللہ لیسوا بالمتنعمین رواہ احمد" (۳۴)

نبی رحمت ﷺ نے ایک صحابی کے مکان پر بالاخانہ کو پسند نہ فرمایا (۳۵) اپنی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر میں دروازہ پر پردہ دیکھا تو گھر میں داخل ہونا پسند نہ فرمایا۔ (۳۶)

بنابریں پاکستان میں VIP کلچر کا ختم کیا جانا انتہائی ناگزیر ہے۔ ورنہ حکمرانوں کے جداگانہ اور نمایاں طرز زندگی سے عوام کے ذہنوں میں ان کے خلاف حقارت اور نفرت میں مزید شدت آئیگی جس سے داخلی اتحاد مضمحل ہوگا۔

معاشی واقتصادی ترقی

آج کے دور کو معاشیات کا دور کہا جاتا ہے۔ انسانی زندگی میں معاشیات کی حیثیت ہمیشہ مسلمہ رہی ہے۔ اسلام جو ایک فطری مذہب ہے، نے بھی اس کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ اس نے مال کو انسانوں کے لئے "مایۂ زندگی" قرار دیا اور فضول ضائع کرنے سے منع کیا ہے (۳۷) فقہاء اسلام نے آیات قرآنی کے استدلال سے حفظ مال وعدم تضییع مال کے وجوب پر استدلال کیا ہے (۳۸)

معاشی ترقی اور خود انحصاری ہی وہ چیز ہے جس کے باعث دیگر اقوام کو جو معاشی میدان میں ترقی یافتہ ہیں، کسی ملک کے اندرونی معاملات میں دخل انداز ہونے کا موقع نہیں

مل سکتا۔ پاکستان میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی کھلم کھلا مداخلت اور معاشی پالیسیوں میں دخل اندازی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اس کی واحد وجہ ہماری احتیاجی ہے

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں دل یا شکم

کسی ملک کی معاشی تعمیر و ترقی اس ملک کی فوجی طاقت اور دفاعی قوت کی بنیاد اور اس کے سیاسی استحکام کی لازمی شرط ہے۔ لہذا معاشی واقتصادی ترقی اور خود کفالت کیلئے درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہے۔

۱۔زرعی ترقی

کسی ملک کی خوشحالی کا راز اس کی زرعی ترقی میں پوشیدہ ہے۔ کیونکہ روزمرہ کی غذائی ضروریات زراعت اور باغبانی ہی کی مرہون منت ہیں۔ ملک عزیز میں آٹے کا حالیہ بحران اس کا واضح ثبوت ہے۔ اس لئے ارشاد نبوی ہے:

اطلبوا الرزق فی خبایا الارض(۳۹)   رزق کو زمین کی پہنائیوں میں تلاش کرو.

حضور اکرم ﷺ نے بذات خود بھی مقام جرف میں کاشتکاری کرکے امت کو زراعت کی ترغیب دی (۴۰) آپ ﷺ نے آلات زراعت کو گھروں میں بند رکھنے کو ذلت و بدحالی قرار دیا۔ (۴۱) کیونکہ گھروں میں آلات زراعت کو بند کرنے سے زراعت کا سلسلہ موقوف ہوگا اور قومی معیشت تباہ ہوجائے گی۔ علاوہ ازں قرآن مجید میں زراعت و باغبانی کیلئے متعدد اشارات ملتے ہیں (۴۲)

زرعی ترقی کیلئے درج ذیل اصلاحات مفید ہوسکتی ہیں:

(الف)موات: ایسے (بنجر اور بے کار سرکاری زمینوں) کو آباد کرنے اور قابل کاشت بنانے کیلئے ایسے لوگوں کو مفت الاٹ کی جائیں جو انہیں آباد کریں۔ اسلام بنجر زمینوں کو کسی فرد کی ملکیت بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک تو حکومت کی ملکیت بھی تسلیم نہیں کرتا(۴۳) بلکہ وہ اسے اس شخص کی ملکیت قرار دیتا ہے جو اسے آباد کرے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"جو آدمی کسی مردہ (بنجر) زمین کو زندہ (آباد) کرے وہ اسی کی ہے(۴۴)

حضور اکرم ﷺ نے خود بھی کئی صحابہؓ کو آباد کاری کیلئے زمینیں (جاگیریں) عنایت فرمائیں (۴۵)

(ب) جن جاگیرداروں کو انگریز حکومت کے ساتھ وفاداری اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کے صلے میں ہزاروں ایکڑ اراضی ملی تھیں وہ بحق سرکار ضبط کر کے بے زمین کاشتکاروں کو دی جائیں۔

(ج) جس زمیندار کے پاس کوئی زمین تین سال تک بے کار پڑی رہے یعنی تین سال تک آباد نہ کرے تو وہ زمین اس سے واپس لے لی جائے کیونکہ ارشاد نبوی ہے:

"اگر کوئی زمین تین سال تک خالی پڑی رہتی ہے تو اب محتجر (روک رکھنے والے) کا اس پر کوئی حق نہیں" (۴۶)

حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت بلالؓ جیسے عظیم المرتبت صحابی اور مؤذن رسول ﷺ سے وہ زمین واپس لے لی تھی جو انہیں خود حضور اکرم ﷺ نے عطا کی تھی مگر دور فاروقی تک وہ اسے آباد نہیں کر سکے تھے۔ (۴۷)

یوں تمام غیر مزروعہ زمینیں آباد ہو سکتی ہیں اور جاگیرداری نظام کو بھی توڑا جاسکتا ہے۔

(د) زراعت کے میدان میں بہتر نتائج کیلئے نظام آبپاشی کی اصلاح و ترقی کی طرف بھی خصوصی توجہ درکار ہے۔ زراعت اور انسانی زندگی میں پانی کی انتہائی اہمیت کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ نے پانی کو سارے مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت قرار دیا ہے (۴۸) سمندروں دریاؤں قدرتی چشموں حوضوں اور کنوؤں کے پانی پر کسی کی ملکیت نہیں (۴۹) جن صورتوں میں پانی پر شخصی ملکیت کو جائز رکھا گیا ہے وہاں بھی زائد از ضرورت پانی کو روک رکھنے اور بیچنے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے (۵۰)

(ھ) زراعی ترقی کیلئے کاشتکاروں کو ضروری اور مناسب سہولتیں فراہم کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مثلاً زرعی مقاصد کیلئے قرضے، آلات زراعت (ٹریکٹر وغیرہ) اور بیجوں کی فراہمی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد حکومت میں آلات زراعت اور بیجوں کی فراہمی حکومت کی طرف سے کی گئی (۵۱) زرعی اجناس کی فروخت کیلئے آڑھتیوں کا واسطہ ختم ہونا چاہیے۔

۲۔ صنعت وحرفت

معاشی استحکام اوروسائل معیشت میں صنعت وحرفت کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں صنعت وحرفت جو عمرانی اور تہذیبی لحاظ سے نہایت قابل اعتماد اور مستحکم ذریعہ معیشت ہے، کو ذریعہ معاش بنانے کے اشارات ملتے ہیں(۵۲) حضورا کرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں(۵۳) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اس مسلمان کو پسند کرتا ہے جو صنعت وحرفت کرتا اور کماتا ہے۔(۵۴)

غذائی اجناس اور ضروری مصنوعات میں دوسرے ملکوں کی محتاجی کسی حالت میں بھی کسی ملک کیلئے خوش آئند امر نہیں یہی وجہ ہے کہ فقہاء اسلام نے ہر اس چیز کی تعلیم اور اس کی تیاری (صنعت) کو فرض (فرض کفایہ) قرار دیا ہے جو مسلمانوں کی دنیوی ضروریات اور مادی زندگی کیلئے لابدی ہے(۵۵) موجودہ دور میں صنعتی ترقی اس لئے بھی ناگزیر ہے کہ آج کل دفاعی قوت کا دارومدار صنعتی ترقی پر ہے اور جدید آلات حرب اور دفاعی سامان کی تیاری صنعتی ترقی ہی سے وابستہ ہے اور اسلام مسلمانوں کو دفاعی قوت واستحکام کیلئے ہر قسم کی تیاری کا حکم دیتا ہے(۵۶) چونکہ یہ مقصد صنعتی ترقی فولاد، ایٹمی توانائی اور بجلی کی طاقت جیسی بنیادی صنعتوں کو فروغ دیے بغیر حاصل نہیں کیاجاسکتا اس لئے ان چیزوں (صنعتوں) کا اہتمام بھی لازم قرار پائے گا کیونکہ فقہی قاعدہ ہے کہ "کسی شرعی فریضہ کی ادائیگی اگر کسی دوسرے کام پر موقوف ہو تو وہ کام بھی فرض ہوجاتا ہے(۵۷) لہذا صنعتی یونٹ میں ترقی کیلئے سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کو ہر ممکن سہولت اور تحفظ فراہم کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملکی مصنوعات پر خریدار کے اعتماد کو بحال کرنے کیلئے مصنوعات کے معیار پر کڑی نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

۳۔ تجارت میں فروغ

تجارت (تبادل منافع)(۵۸) تحصیل مال اور اقتصادی ترقی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں متعدد آیات میں تجارت کی ترغیب دی گئی ہے(۵۹) تجارت کے فروغ اور اس میں دلچسپی پیدا کرنے کیلئے نبی اکرم ﷺ نے اس کے بے شمار دنیوی فوائد اور برکات بتائی ہیں۔ حدیث کی کتابوں میں "کتاب البیوع" وغیرہ اس امر پر شاہد ہیں۔ علاوہ ازیں

آپ نے خود یہ پیشہ اختیار فرما کر اسے اعزاز بخشا۔(۶۰) اسلام میں تجارت سے مقصود محض نفع کمانا نہیں بلکہ انسانی ہمدردی باہمی تعاون اور خدمت خلق ہے۔ مادی منفعت ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے نبی رحمت ﷺ نے تجارت میں ان تمام صورتوں کو ناجائز قرار دیا ہے جن میں لوگوں کا استحصال ہوتا اور ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی یا دھوکہ ہوتا ہو۔ تفصیل کیلئے صحاح ستہ اور مشکواۃ وغیرہ میں کتاب البیوع کو دیکھا جاسکتا ہے۔

المختصر معاشی ترقی واستحکام کیلئے ضروری ہے کہ

i ۔ اندرون اور بیرون ملک تجارت کے فروغ کیلئے کاروباری لوگوں کو تمام ممکنہ مراعات اور تحفظ فراہم کیا جائے اور ان پر ناروا ٹیکس عائد کرنے سے گریز کیا جائے کیونکہ ٹیکس کی زد بھی بالآخر صارفین پر ہی پڑتی ہے۔

ii۔ کاروباری معاملات کی نگرانی اور ہر قسم کی بدعنوانیوں اور استحصال کے خاتمہ کیلئے دیانتدار افراد پر مشتمل ایک ادارہ قائم کیا جائے جو ناپ تول میں کمی ملاوٹ ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری وغیرہ جیسی خرابیوں کا ازالہ کرے۔ مصنوعات کے مطلوبہ معیار اور ان کی تیاری کے طریقوں پر کڑی نگاہ رکھے اور بدعنوانی کے مرتکب افراد کا سختی سے محاسبہ کرے۔

iii۔ کسی قسم کے سے پیدا ہونے والی اجارہ داریوں کو ممنوع قرار دیا جائے جن کے ذریعے بڑے صنعتکار اور تاجر باہم سمجھوتہ کرکے اشیاء کی من مانی قیمتیں مقرر کرتے ہیں اور عوام آزاد مقابلہ سے مستفید نہیں ہوپاتے۔

vi۔ سامان تعیش اور شرعی نقطہ نگاہ سے ناجائز اور حرام اشیاء کی تیاری اور درآمد پر پابندی عائد کی جائے۔

۴۔دولت کی منصفانہ تقسیم

معاشی ترقی واستحکام کیلئے لازمی ہے کہ ملک میں دولت کی منصفانہ تقسیم کا اہتمام کیا جائے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے مال و دولت خواہ کسی شکل میں ہو اللہ کا پیدا کردہ اور اصلاً اسی کی ملکیت ہے۔(۶۱) انسان کے پاس جو کچھ مال و دولت زمین اور گھر بار ہے اس میں اس کی حیثیت نائب اور خلیفہ کی ہے نہ کہ خود مختار مالک کی۔ (۶۲) پھر اللہ کریم نے معاش کے اندر جو تفاوت اور اونچ نیچ رکھی ہے اس کے اندر کئی تکوینی مصلحتیں اور بندوں کا امتحان

ہے (۶۳) ایک روایت کے مطابق بعض لوگوں کی غربت اور تنگدستی اس لئے نہیں کہ (العیاذ باللہ) ان کے دینے کیلئے اللہ کے پاس کچھ بچا نہیں بلکہ اس سے مالداوں کی آزمائش مقصود ہے کہ وہ اپنے مال میں اللہ کی طرف سے عائد کردہ غرباء ومساکین کے حقوق کو کہاں تک پورا کرتے ہیں (۶۴) پتہ چلا کہ مال کے اندر تفاوت تکوینی مصالح کے تحت ہے نہ کہ شرعی حکم کے تحت اور ہم تکوینی نظام کے نہیں بلکہ تشریعی نظام کے مکلف ہیں۔ شریعت کہتی ہے کہ دولت کو کسی خاص طبقہ یا چند ہاتھوں میں محدود اور سمٹ کر نہیں رہ جانا چاہیے (۶۵) بلکہ یہ دولت ایسے افراد تک بھی پہنچنی چاہیے جو پیدائش دولت کے عمل میں اگرچہ براہ راست تو حصہ نہیں لیتے مگر دولت کے حقیقی اور اصل مالک رب کریم نے ان کے حقوق بھی دولت میں رکھے ہیں (۶۵ الف) ایسے افراد میں ماں باپ اولاد قریبی رشتہ دار یتیم محتاج فقراء ومساکین سائل، مسافر اور مقروض وغیرہ شامل ہیں (۶۶)

دولت کی منصفانہ تقسیم کیلئے شریعت مصطفوی نے ایک طرف تو ان راستوں کو مسدود کرنے کا حکم دیا ہے جن کے ذریعے دولت کا بہاؤ کسی فرد واحد یا معاشرے کے ایک مخصوص طبقہ کی طرف مڑ جائے۔ دوسری طرف زکواۃ صدقات ، نفقات کفارات وصیت ، وراثت ، وقف ، ھبہ وغیرہ جیسے واجبی اور نفلی احکام دیے ہیں جن کے ذریعے دولت مستحقین اور ضرورت مندوں تک پہنچتی رہتی ہے۔ یہ بات عدل وانصاف اور اسلامی مزاج کے خلاف ہے کہ انسانی معاشرے میں لوگوں کی صورت حال کچھ یوں ہو کہ

ہے ادھر بھی آدمیے، ادھر بھی آدمی اس کے جوتے پر چمک، اس کے چہرے پر نہیں

نبی اکرم ﷺ نے قبیلہ مضر کے ننگے پاؤں ننگے جسم اور افلاس زدہ لوگوں کو دیکھا تو پریشان ہو گئے اور اس وقت تک چین نہ آیا جب تک کہ ان کے کھانے پینے اور دوسری ضروریات کا اہتمام نہ ہو گیا (۶۷) آپ نے اس امر کو ایمان کے منافی قرار دیا ہے کہ ایک آدمی خود تو سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی رات بھوکے ہی گزارے۔ (۶۸) ایک دفعہ ایک ضرورت مند کو دیکھ کر فرمایا" جس آدمی کے پاس فاضل سواری ہو وہ اس آدمی کو لوٹا دے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس فاضل زاد راہ ہے وہ اس بھائی کو دے دے جس کے پاس زاد راہ نہیں ۔ راوی (حضرت ابو سعید خدریؓ) کہتے ہیں: آپ ﷺ نے اسی طرح مختلف اموال کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ ہم میں سے کسی کو بھی

اپنے فاضل (زائد) مال میں کوئی حق نہیں (۶۹)

دولت کی منصفانہ تقسیم کیلئے دو کام بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

i۔ ایک تو معاشی نظام سے سود کا خاتمہ۔ شرعی نقطۂ نگاہ سے ہر طرح کا سود حرام اور اللہ و رسول ﷺ سے جنگ تو ہے ہی (۷۰) عقلی اعتبار سے بھی یہ ایسی قباحت "ام الخبائث" یا ایسا "مردار" ہے کہ جب تک اس کو نہیں نکالا جائے گا نظام معیشت کا "کنواں" پاک نہیں ہوگا۔ موجودہ اضطراری حالت میں ایک خاص وقت تک تو سودی نظام کی گنجائش ہو سکتی ہے مگر مستقلاً اس کی گنجائش نہیں ہو سکتی نہ شرعاً نہ قانوناً نہ اخلاقاً۔

ii۔ دوسرا کام نظام زکواۃ کا مؤثر بھرپور اور دیانتدارانہ نفاذ ہے۔ لنگڑے لولے اور برائے نام نظام زکواۃ سے معاشی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ پروردگار عالم نے مسلمانوں پر اس کو ایسے ہی فرض قرار نہیں دیا۔ یہ ملک کے اندر غربت افلاس تنگدستی اور معاشی بدحالی کا سب سے بڑا علاج (یا اپریشن) ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

"یہ زکواۃ اغنیاء سے وصول کی جائے گی اور (اسی علاقے کے) فقراء پر خرچ کی جائے گی۔ (۷۱)

پاکستان میں پائے جانے والے حددرجہ معاشی تفاوت کو ختم کرنے اور ضرورت مندوں کی کم از کم بنیادی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کیلئے موجودہ نظام زکواۃ میں اصلاح پھر دیانتدارانہ وصولی اور دیانتدارانہ تقسیم ضروری ہے۔ باقی سارے اقدامات ثانوی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ اس لئے کہ

کس نہ گردد نہ درجہاں محتاج کس
نکتہ شرع مبین ایں است و بس

قانون کی بالادستی اور بے لاگ انصاف

ملکی استحکام میں قانون کی بالادستی اور بے لاگ انصاف کو بھی کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ حکومت افراد کی نہیں بلکہ قانون کی ہونی چاہیے۔ قرآن مجید کے مطابق نفاذ قانون میں مجرمین کی ذاتی اور معاشرتی حیثیت کو نہیں دیکھا جانا چاہیے۔ (۷۲) ازدشیر شہنشاہ ایران نے اپنے بیٹے سے کہا تھا۔

ان الملک والعدل اخوان لاغنی باحدھما عن الاخر فالملک اس والعدل حارس(۷۳)

بے شک ملک اور عدل آپس میں بھائی ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے۔ ملک بنیاد ہے توعدل نگران۔(King can do no wrang)انگریزی قانون کا اصول ہے اسلامی قانون کا اصول نہیں۔ اسلام میں کوئی بڑے سے بڑا اور عالی منصب قانون سے بالاتر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود اپنی ذات کے خلاف ٹارٹ اور دیوانی دونوں قسم کے متعدد مقدمات سنے اور مدعیوں کے حق میں فیصلے فرمائے۔(۷۴) نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد یہود اور دوسرے قبائل سے جو ایک تحریری معاہدہ "میثاق مدینہ" مرتب فرمایا تھا اس کی دفعہ(۱۳ یہ تھی کہ متقی ایمان والوں کے ہاتھ ہر اس شخص کے خلاف اٹھیں گے جو ان میں سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے یا گناہ یا چوری کا ارتکاب کرے یا ایمان والوں میں فساد پھیلانا چاہے اور ان کے ہاتھ سب مل کر ایسے شخص کے خلاف اٹھیں گے خواہ وہ ان میں کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو"(۷۵)

یہ دفعہ صرف کاغذی اور زبان کی حد تک نہ تھی بلکہ آپ نے زندگی بھر اس پر عمل بھی فرمایا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر قریش کی ایک معزز خاتون پر چوری کا جرم ثابت ہونے پر اسے سزا سے بچانے کیلئے آپ کے محبوب ترین غلام زادے حضرت اسامہؓ نے سفارش کی تو فرمایا: تم سے پہلی امتیں اسی لئے ہلاک ہوئیں کہ بڑوں کو قانون سے بالاتر سمجھا جاتا تھا اور چھوٹے لوگوں کو پکڑلیا جاتا تھا۔ پھر فرمایا:

"لوسرقت فاطمة بنت محمد لقطعت يدها"(۷٦)

اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

حضور ﷺ کے بعد خلفائے راشدین اور خلفائے اسلام نے قانون کی بالادستی اور قانونی مساوات کی کئی مثالیں قائم کیں۔ پاکستان میں بعض حکام بالا کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہونے سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ قانون شکن لوگ اپنے سیاسی منصبی یا مالی اثرورسوخ سے قانون کی زد سے بچ جاتے ہیں جس کی وجہ سے مجرمین کی حوصلہ شکنی کی بجائے حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک عزیز میں نہ کسی کی جان محفوظ ہے نہ مال نہ عزت۔ قتل، ڈکیتی، لوٹ مار اور عصمت دری کے واقعات سے روزانہ کے اخبارات

بھرے ہوتے ہیں۔ حالانکہ نبی پاک ﷺ نے ان چیزوں کو اسی طرح قابل احترام قرار دیا ہے جس طرح بیت اللہ اور مکہ مکرمہ کا شہر قابل احترام ہے(۷۷) پھر اگر کوئی مقدمہ عدالت میں پہنچ جاتا ہے تو حصول انصاف اتنا پیچیدہ، مشکل، مہنگا اور صبر آزما ہے کہ اس کیلئے مولانا حامد الانصاری کے الفاظ میں "قارون کا خزانہ، چھوٹے گواہوں کی فوج، رشوت کی تھیلیاں، عمر نوح اور صبر ایوب کی ضرورت ہے"(۷۸)

لہذا قانون کی بالادستی اور بے لاگ انصاف کیلئے عدالتوں میں جہاں دیانتدار اور جرات مند ججوں کا تقرر ضروری ہے وہاں عدالتوں کو ہر قسم کے سیاسی دباؤ اور حکومتی مداخلت سے آزاد ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں انتظامیہ اور عدلیہ کی علیحدگی بھی ضروری ہے۔ اور عدالتی فیصلوں پر عمل درآمد کرنا اور کرانا بھی حکومت کا فرض ہے۔

مضبوط دفاعی و حربی قوت

کسی بھی ملک کے استحکام اور باعزت بقاء کیلئے اس کے نظام دفاع و حرب کا مضبوط ہونا ہر زمانے میں ایک لازمی تقاضا رہا ہے۔ کیونکہ انسانی نفسیات ہے کہ کسی حملہ آور انسان کو اگر یہ معلوم ہو کہ جس آدمی یا ملک پر وہ حملہ کرنے لگا ہے وہ غافل کمزور اور چوڑیاں پہن کے نہیں بیٹھا ہوا بلکہ پوری طرح مسلح مضبوط اور تیار ہے تو وہ حملہ کرنے سے پہلے دس بار سوچے گا اور اگر کوئی ملک دفاع کی ذاتی قوت وصلاحیت نہیں رکھتا تو بقول حکیم مشرق

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

اس لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دفاعی میدان میں دشمن کے مقابلے میں بھرپور تیاری، حفاظتی تدابیر اور تمام ممکنہ وسائل اپنانے کی تاکید کی ہے تاکہ کسی دشمن اسلام کو مسلمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھنے کی بھی جرءت نہ ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

یایھاالذین آمنوا خذواحذرکم(۷۹) (اے ایمان والو اپنی احتیاط کرلو یا اپنے ہتھیار تیار رکھو)

مفسرین کے مطابق "حذر" کا مفہوا بہت وسیع وجامع ہے۔ ہر وہ چیز جو دشمن سے بچاؤ کے کام میں آتی ہے اس میں شامل ہے۔ دفاع اور جنگی تیاریوں کے سلسلے میں حکم الہی ہے:

ترجمہ: "اوران (دشمنان اسلام) سے مقابلہ کیلئے جس قدر بھی تم سے ہوسکے سامان درست رکھو۔ طاقت سے اور جہاد کیلئے پلے ہوئے گھوڑوں سے جس کے ذریعے تم خوف زدہ رکھ سکو اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور ان کے علاوہ دوسرے دشمنوں کو جن کو تم نہیں جانتے ہو مگر اللہ انہیں جانتا ہے" (۸۰)

زمخشری بیضاوی، رازی اور ابو بکر جصاص وغیرہ حضرات مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ مذکورہ بالا آیات کریمہ میں "ما" اور "قوۃ" کا لفظ عام ہے جس میں قیامت تک تیار ہونے والے ہر زمانے کے جنگی تقاضوں کے مطابق جدید آلات حرب اور سامان جنگ داخل ہے جو اپنے زمانے میں دشمن کے خلاف طاقت حاصل کرنے اور اس پر خوف طاری رکھنے کا ذریعہ بن سکے۔ اسی طرح "رباط الخیل" سے مراد وہ تمام اسباب و وسائل ہیں جن سے میدان جنگ میں دشمن کو نیچا دکھایا جاسکے۔

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی مدنی زندگی کے دس سال دشمنان اسلام سے عملاً جہاد یا جہاد کی تیاری میں گزرے۔ ڈاکٹر حمید اللہ فرماتے ہیں:

"آپ ہمیشہ لوگوں کو ورزش کی ترغیب دیتے تھے۔ نشانہ بازی کی مشق بھی دلاتے، خود بھی وہاں جاتے اور اپنے سامنے گھڑدوڑ کراتے۔ مقریزی نے بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ پانچ اول آنے والے گھوڑوں کو انعام دیا کرتے تھے۔۔۔۔ اس کے ساتھ آپ ﷺ نے ہتھیاروں، گھوڑوں اور اونٹوں کے خریدنے کی طرف بھی توجہ فرمائی" (۸۱)

آپ ﷺ نے اپنے زمانے کے جدید آلات حرب مثلاً دبابہ منجنیق اور حسک وغیرہ کا بھی استعمال فرمایا (۸۲)

دور جدید کے جنگی ہتھیاروں میں ایٹم بم سب سے زیادہ طاقتور ہتھیار تصور کیا جاتا ہے۔ ایٹمی طاقتیں بالخصوص امریکہ آج کل اپنے نیو ورلڈ آرڈر کے تحت ایٹمی تجربات پر پابندی کے جامع سمجھوتہ (C.T.B.T.) پر تمام ممالک سے دستخط کرانے کی مہم چلا رہا ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان کو بھی دستخط کرنے پر سبز باغ دکھائے جارہے ہیں جبکہ یہ دستخط درحقیقت قومی سلامتی اور ملکی و دفاعی تقاضوں کے پیش نظر اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ پاکستان نے اگر ایٹمی طاقت بننے کی صلاحیت حاصل کرلی ہے تو یہ کونسا جرم ہے۔ کیونکہ ایٹمی طاقت بننا اگر اصلاً جرم ہے تو امریکہ سب سے بڑا مجرم ہے۔ روس

بھی مجرموں کی صف میں شامل ہے۔ اسرائیل بھی اسی کٹھرے میں کھڑا ہے۔ برطانیہ چین اور فرانس بھی اس جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ بھارت بھی ایٹمی تجربہ کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ بھارت پاکستان پر تین مرتبہ جارحیت کا مرتکب ہوچکا ہے۔ بھارت کی کھلم کھلا جارحیت کے باوجود انسانی حقوق اور امن عالم کا کوئی چیمپیئن پاکستان کی مدد کیلئے نہ آیا۔ ایسے حالات میں "وٹہ سٹہ" کی طرح "بھارت دستخط کرے تو ہم بھی دستخط کردیں گے" کی رٹ قطعاً قرین مصلحت نہیں۔ صاف اعلان کردینا چاہیے کہ بھارت دستخط کرے یا نہ کرے پاکستان کسی صورت میں بھی C.T.B.T. پر دستخط نہیں کرے گا۔

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

حوالہ جات

۱- سورۃ آل عمران:۱۹

۲- سورۃ البقرۃ:۸۵-۲۰۸

۳- سورۃ الشوریٰ:۱۳- سورۃ النساء:۱۶۳-۱۶۵

۴- سورۃ المائدہ:۳

۵- (A) Mohammad Iqbal " speaches and statements of Iqbal"Lahore 1984,p-31
(B) Muhammad Ali Jinnah "Some recent speaches and writtingof Mr. Jinnah" Lahore p.18,366,367

۶- عامہ کتب سیرت- ابن ھشام، ابن کثیر، ابن سعد وغیرہ

۷-(الف) ابن سعد الطبقات الکبریٰ:۱:۲۰۲ بیروت ۱۹۶۰ء

(ب) تاریخ طبری:۲:۳۲۴ طبع مصر، ۱۹۶۱ء

۸- صحیح بخاری:۱:۳، طبع کرزن پریس دہلی-

۹- ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی:۲۴۴، کراچی-

۱۰- "قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض" صحیح بخاری:۲:۹۵۱ طبع دہلی-

۱۱-(الف) خفاجی: نسیم الریاض شرح الشفاء:۱:۴۷۱ تا ۴۷۴ مصر،

(ب) ماوردی: اعلام النبوۃ:۲۱۱ طبع مصر-

(ج) واقدی: کتاب المغازی:۳۱:۹۴۳۳ آکسفورڈ

۱۲- الفتح الربانی ترتیب مسند احمد:۲۲:۲۸، بیروت

(ب) مشکوٰۃ المصابیح ص:۴۴۲ طبع سعید کمپنی کراچی-

(ج) قسطلانی: المواہب الدنیہ:۲:۳۸۹ بیروت

(د) طبقات ابن سعد:۱:۳۸۱ بیروت

۱۳-(الف) جامع ترمذی ص:۳۴۰ طبع نور محمد کراچی

(ب) قسطلانی: المواہب الدنیہ:۲:۳۹۱ بیروت

۱۴- سورۃ آل عمران:۱۶۴ سورۃ الجمعہ:۲

۱۵- مشکوٰۃ المصابیح ص:۴۵۵ طبع سعید کمپنی کراچی-

۱۶- سورۃ آل عمران:۱۰۳-۱۰۵، سورۃ الانعام:۱۶۰، سورۃ الانفال:۱۴۶

۱۷- مشکواۃ المصابیح ص:۴۲۲ طبع سعید کمپنی کراچی۔
۱۸- ایضاً ص:۴۲۲
۱۹- سورۃ آل عمران:۱۰۳
۲۰- مشکواۃ المصابیح ص:۳۰۸ طبع سعید کمپنی کراچی۔
۲۱- ایضاً ص:۳۲۰
۲۲- ایضاً ص:۳۴۰ (سید القوم خادمھم)
۲۳- صحیح مسلم (باب کراھۃ الامارۃ):۲:۱۲ طبع کراچی۔
(ب) امام ابو یوسف: کتاب الخراج:۹ طبع بیروت
(ج) کنز العمال ج:۶ حدیث نمبر ۶۸-۲۲
۲۴- سورۃ الانفال:۲۷
۲۵- ابن تیمیہ: سیاست الہیہ (اردو) ص:۱۷ طبع اول لاہور۔
۲۶- جامع الترمذی (کتاب الاحکام) ص:۲۱۰ طبع نور محمد کراچی۔
۲۷- کتاب الخراج للامام ابی یوسف:۱۱۶ طبع بیروت
۲۸- ریڈیو ٹی وی پر قوم سے خطاب مورخہ ۳۱/مارچ ۱۹۹۷ء
۲۹- ابو عبید: کتاب الاموال (اردو):۱:۳۴۷ طبع اسلام آباد
(ب) دربار قیصر میں معاذ بن جبل کی تقریر (فتوح الشام ازدی ص:۱۰۵ کلکتہ)
۳۰-(الف) صحیح بخاری:۲:۹۵۶ طبع دہلی
(ب) صحیح مسلم:۲:۱۰۴ طبع کراچی
(ج) مصنف ابن ابی شیبہ:۱۳:۲۴۹ طبع کراچی
(د) صحیح ابن حبان:۹:۸۸ طبع شیخوپورہ پاکستان
۳۱-(الف) سیرت نبویہ لابن کثیر:۴:۱۳۷ طبع قاہرہ
(ب) سیرت حلبیہ:۳:۴۵۲ طبع مصر
(ج) امام احمد بن حنبل: کتاب الزہد: ص:۶۹ دار الفکر
(د) الماوردی: اعلام النبوہ:۱۹۹ طبع ازہر، مصر
(ھ) ابن جوزی: کتاب الحدائق:۲۹۷ بیروت
۳۲- ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی:۲۴۴، کراچی۔
۳۳-(الف) صحیح بخاری:۱:۴۴۵ طبع دھلی
(ب) صحیح مسلم مع شرح نووی:۱:۴۸۰ طبع کراچی۔

(ج) امام احمد، کتاب الزهد، ص:۷۹، دار الفکر

(د) مسند ابی یعلی، ۱:۱۱۱-۱۱۲

(ھ) بیہقی: دلائل النبوۃ: ۱:۳۳۵، بیروت المکتبۃ الاثریہ

۳۴- مشکواۃ باب فضل الفقراء ص: ۴۴۹ طبع کراچی

۳۵- سنن ابی داؤد (کتاب الادب) ۲:۱۷۷ اصح المطابع کراچی

۳۶- سنن ابی داؤد (کتاب اللباس) ۲:۵۷۲ طبع کراچی

۳۷- سورۃ النساء: ۵

۳۸- جصاص: احکام القرآن تحت آیت

۳۹- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (باب الکسب التجارۃ والحث علی طلب الرزق) ج:۴، قاہرہ

۴۰- المبسوط للسرخسی: ۲:۲۲

۴۱- بخاری: کتاب الزراعۃ

۴۲- سورۃ الکہف: ۳۲-۳۳ سورۃ الواقعہ ۶۳-۶۴

۴۳- مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ۲۸:۵۸۶

۴۴-(الف) صحیح بخاری: ۱:۳۱۴ طبع کراچی

(ب) کتاب الخراج للامام ابی یوسف ص: ۶۵-۶۴، بیروت

(ج) المحلی لابن حزم: ۸:۲۳۶ مسئلہ نمبر ۱۳۴۸ مصر

(د) سنن ابی داؤد، ۲:۷۳۴ طبع کراچی

۴۵-(الف) کتاب الخراج لیحی ابن آدم ص: ۹۳ طبع بیروت

(ب) ابوعبید: کتاب الاموال (اردو): ۱:۱۶۴ طبع اسلام آباد

(ج) سنن ابی داؤد، ۲:۵۳۴ طبع کراچی

۴۶- بدائع الصنائع للکاسانی: ۶:۱۹۴

۴۷-(الف) سنن ابی داؤد، ۲:۵۳۴ طبع کراچی

(ب) کتاب الاموال (اردو): ۱:۱۶۴ طبع اسلام آباد

(ج) یحی ابن آدم: کتاب الخراج ص: ۹۳ بیروت

۴۸-(الف) سنن ابی داؤد (کتاب الباس) ۲:۴۹۲ طبع کراچی

(ب) المبسوط للسرخسی: ۱۲:۱۶۴

۴۹- کاسانی: بدائع الصنائع (کتاب الشرب) ج:۶

۵۰-(الف) صحیح مسلم: ۲:۱۸ طبع کراچی

(ب) سنن ابی داؤد (کتاب اللباس) ۲:۲۹۴ طبع کراچی
(ج) جامع ترمذی ص:۲۰۴ طبع کراچی
(د) یحیٰ ابن آدم: کتاب الخراج ص:۱۰۷ طبع دھلی
۵۱- طحاوی: شرح معانی الآثار: ۲:۲۶۱ طبع دھلی
۵۲- سورۃ الحدید:۲۵- سورۃ الاعراف:۲۶- سورۃ النحل:۴۴ سورۃ سبا:۱۱-۱۰
۵۳- مشکوٰۃ ص:۲۴۱ طبع کراچی
۵۴- امام غزالی- احیاء علوم الدین (باب فضل الکسب) ۲:۶۳
۵۵- شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ (ابواب طلب الرزق) ج:۲
۵۶- سورۃ الانفال:۶۱
۵۷- الآمدی: الاحکام فی اصول الاحکام:۱:۱۵۸
۵۸- مجلۃ الاقتصاد الاسلامی عدد ۴۷ ص:۶ شوال ۱۴۱۵ھ
۵۹- سورۃ جمعہ:۱۵ سورۃ النساء:۲۹، سورۃ فاطر:۱۲ سورۃ البقرہ:۱۶۴-۲۷۵-۱۹۸
۶۰-(الف) سیرت حلبیہ:۱:۱۲۱ تا ۱۲۳ طبع مصر
(ب) طبقات ابن سعد:۱:۱۲۱ طبع بیروت
۶۱- سورۃ المؤمنون:۸۴-۸۵-۸۸ سورۃ البقرہ:۲۸۴، سورۃ نور:۳۳
۶۲- (الف) سورۃ حدید:۷ (ب) تفسیر کبیر للرازی:۲۹:۲۱۶ مصر
۶۳- سورۃ الانعام آخری آیت- سورۃ الزخرف:۳۲
۶۴- کنز العمال:۳:۲۹۳ حدیث نمبر ۸۶۱ ۴ حیدر آباد
۶۵- سورۃ الحشر:۷
۶۵-(الف) سورۃ الزاریات:۱۹
۶۶- سورۃ البقرہ:۸۳، ۱۷۷، ۲۱۵- سورۃ توبہ:۶۰
۶۷- صحیح مسلم:۱:۳۲۷ قدیمی کتب خانہ کراچی
۶۸- مشکوٰۃ ص:۲۴۴ طبع سعید کمپنی کراچی
۶۹- صحیح مسلم:۲:۸۱- ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب حقوق المال
۷۰- سورۃ البقرہ:۲۷۹
۷۱- صحیح بخاری (کتاب الزکوٰۃ) ۱:۲۰۳ طبع دھلی
۷۲- سورۃ النساء:۱۳۵، سورۃ البقرہ:۱۷۸-۱۷۹- سورۃ المائدہ:۳۳-۳۸
۷۳- ابن عبدربہ: العقد الفرید:۱:۲۷

۷۴۔ ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی ص:۱۷۵/۱۱۶ طبع اردو اکیڈمی سندھ کراچی۔

۷۵۔ ایضاً ص:۱۰۰-۱۰۱

۷۶۔ صحیح بخاری: ۱:۴۹۴ دہلی

۷۷۔ (الف) سنن ابن ماجہ (ابواب الفتن) ص:۲۹۰ طبع دھلی

(ب) جامع ترمذی ص:۲۹۷ کراچی

(ج) مشکواۃ ص:۲۲۵ کراچی

۷۸۔ اسلام کا نظام حکومت ص:۳۸۶، مکتبہ الحسن لاہور۔

۷۹۔ سورۃ النساء: ۷۱

۸۰۔ سورۃ الانفال: ۶۰

۸۱۔ خطباب بہاولپور ص: ۲۴۳-۲۴۲ طبع اسلام آباد

۸۲۔ (الف) السہیل: روض الانف فصل ذکر تعلیم اہل الطائف

(ب) مقریزی، امتاع الاسماع ص:۴۱۸ مطبعۃ التالیف ۱۹۴۱ء